Regd. No. L.5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ

روزنامہ — یوم چہارشنبہ

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ

قیمت فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۴۶/۱۱ | ۱۷ شہادت ۱۳۳۶ھش ۱۷ اپریل ۱۹۵۷ء | نمبر ۹۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۷ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

گیہوں کی خرید فروخت اور نقل وحمل پر پابندیاں عائد کر دی گئیں

سرکاری طور پر گندم کی خریداری میں سہولت کے پیش نظر گورنر مغربی پاکستان کی طرف سے متعدد احکام کا اجراء

لاہور ۱۶ اپریل۔ مغربی پاکستان میں سرکاری طور پر گیہوں کی خریداری میں سہولت پیدا کرنے کے لئے گیہوں کی خرید وفروخت اور نقل وحمل پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ گورنر مغربی پاکستان نے اشیاء خوردنی کے کنٹرول آرڈیننس کے تحت پانچ احکام جاری کئے ہیں۔ جنمیں نقل وحمل پر پابندیوں سرکاری خریداری کے طریق کار کی تفصیلات سرحدی علاقوں میں ذخیرہ کرنے کی ممانعت اور گیہوں کی قیمت خرید وغیرہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ ان احکام کے تحت ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ سرکاری طور پر گیہوں کی خریداری اور فروخت میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہونے پائے۔ فاضل اناج والے علاقوں سے گیہوں افسر مجاز کی اجازت کے بغیر باہر نہیں لے جایا جا سکے گا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو گندم کی خرید وفروخت کے سلسلہ میں وسیع اختیارات دے دئے گئے ہیں۔

ایک اور حکم کے ذریعہ ذاتی ضرورت سے زیادہ غلہ کو ذخیرہ کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ گیہوں کی سرکاری خریداری کے لئے گیارہ روپے آٹھ آنے فی من قیمت مقرر کی گئی ہے۔ آٹا بارہ روپے چار آنے فی من فروخت ہو سکے گا۔ ان قیمتوں پر حکومت ۵ لاکھ ٹن اناج خریدے گی۔ ۱۰۰ منڈیوں میں حکومت کی طرف سے باقاعدہ ایجنٹ مقرر کئے جائیں گے جو مقررہ نرخوں پر حکومت کے لئے اناج حاصل کریں گے۔ محکمہ خوراک کے عملہ کو وسیع اختیارات دے گئے ہیں جن کے تحت وہ ذخیرہ اندوزی کو روکنے کے لئے کسی علاقے میں بھی جا سکتے ہیں۔ اور مشتبہ اشخاص سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔

اردن میں ڈاکٹر خالدی کی نئی کابینہ نے حلف اٹھا لیا

نئی کابینہ میں سلیمان نبلوسی اور سعید المفتی بھی شامل ہیں

عمان ۱۷ اپریل۔ اردن کا سیاسی بحران بڑی حد تک ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ کل نئی کابینہ کی تشکیل مکمل ہو گئی۔ اس کے سربراہ ڈاکٹر حسین خالدی ہیں وہ پارلیمنٹ کے ایک آزاد ممبر ہیں اور تین سابقہ حکومتوں میں وزیر خارجہ رہ چکے ہیں۔ کابینہ میں سابق وزیر اعظم سلیمان نبلوسی بھی شامل ہیں جن کے مستعفی ہونے کی وجہ سے اردن گذشتہ چھ روز سے ایک شدید سیاسی بحران سے دوچار تھا کابینہ سات وزیروں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے سلیمان نبلوسی کے سوا جو نیشنل سوشلسٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں باقی سب وزیر آزاد ممبر ہیں اور ان کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہے۔ کابینہ کے دیگر اراکین میں پارلیمنٹ کے صدر سعید المفتی اور قاہرہ میں اردن کے سفیر فوزی الملکی بھی شامل ہیں۔ کل شاہ حسین نے اپنے محل میں نئی کابینہ کے ممبران سے حلف اٹھوایا۔ اس سے قبل شاہ نے قریباً تین سو سیاسی زعماء کا اجلاس طلب کیا تھا اور انہیں واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ اگر بحران دور نہ ہوا تو ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ضروری ہو جائے گا شاہ حسین نے سیاسی زعماء کو تخریبی عناصر کی سرگرمیوں سے بھی آگاہ کیا اور کہا مجھے کوئی ذاتی مفاد ملحوظ نہیں ہے

نہری پانی کے متعلق عالمی بنک کی نئی تجاویز

کراچی ۱۶ اپریل۔ مرکزی وزیر خزانہ سید امجد علی نے کل یہاں قومی اسمبلی میں بتایا کہ ہندوستان سے پاکستان کا نہری پانی کے متعلق جو تنازعہ چل رہا ہے۔ عالمی بنک نے اس کے متعلق پاکستان کو نئی تجاویز پیش کی ہیں۔ آپ نے مزید کہا اس وقت ان تجاویز کی تفاصیل بتانا یا ان کے متعلق حکومت کی رائے ظاہر کرنا مفاد عامہ کے مطابق نہیں ہے

کراچی اور کابل کے درمیان روزانہ فضائی سروس

کراچی ۱۶ اپریل۔ حکومت پاکستان نے کراچی اور کابل کے درمیان روزانہ فضائی سروس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اقدام افغانستان اور پاکستان کے درمیان روز بروز ترقی پذیر تعلقات کے پیش نظر کیا گیا ہے۔

محترمہ غفور بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ — مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۷ء کو قدیم اور مخلص صحابیہ محترمہ غفور بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہاں قریباً ۸۲ سال کی عمر میں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ لدھیانہ کے مشہور اور نامور بزرگ حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی کی چھوٹی صاحبزادی اور حضرت پیر افتخار احمد صاحب رضی اور حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ مورخہ ۱ اپریل بروز بدھ لاہور سے ربوہ تشریف لائی تھیں۔ اور محترم جناب مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ کے ہاں مقیم تھیں ۱۴ اپریل کو اچانک آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ اسی روز پانچ بجے شام کے قریب رحلت فرما گئیں۔

مورخہ ۱۵ اپریل کو نماز عصر کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدہٗ آپ کو بہشتی مقبرہ میں صحابہ کرام کے خطۂ خاص میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ اور تدفین میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ بھی جنازہ کے ساتھ بہشتی مقبرہ تک تشریف لے گئے۔ اور حضور نے مسجد مبارک سے مقبرہ بہشتی تک جنازے کو مسلسل کندھا دیا۔ نیز حضور تدفین مکمل ہونے تک وہیں تشریف فرما رہے۔ حضور نے اپنے دست مبارک

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۷ء

"المنیر" میں ایک اور مراسلہ

ضمیر سے کسی قدر ڈر کر المنیر کے مدیر محترم نے مواخذہ سے بچنے کے لئے جیسا کہ ہم گذشتہ اداریہ میں واضح کر چکے ہیں۔ حیلہ تراشنے کی کوشش کی ہے لیکن نفس امارہ بری بلا ہے۔ اس کے قابو سے چھٹکارا پانے کے لئے انہیں سخت مقابلہ کی ضرورت ہے۔ اس کا قابو آپ پر اتنا مضبوط ہے۔ کہ آپ نے المنیر کے حالیہ الیشوع میں ایک اور مراسلہ جس میں جماعت احمدیہ پر غلط الزامات لگائے گئے ہیں۔ شائع کر دیا ہے۔ اس مکتوب میں کہا گیا ہے کہ (۱) خطبات میں اشتعال دلایا گیا۔ (۲) وہ (یعنی مراسلہ نگار اور اس کے ساتھی) اپنی زمینوں اور مکانوں سے جو ربوہ میں تھے۔ محروم ہو گئے۔ (۳) ربوہ میں آزادی ضمیر نہیں

المنیر کے مدیر محترم سے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا ایسا مراسلہ جس میں یہ باتیں درج تھیں۔ شائع کرنے سے پہلے ان کا فرض نہیں تھا۔ کہ ذاتی طور پر اس کی تصدیق کر لیتے۔ کیا انہوں نے کوئی تحقیقات کی؟ پھر انہیں سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ جو لوگ جماعت احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اتنا زہر اگل سکتے ہیں۔ جو انہیں معلوم ہے۔ تو کیا وہ اپنی زمینوں اور مکانوں سے محروم ہو سکتے تھے۔ اور خطبات میں اگر واقعی اشتعال دلایا گیا ہوتا۔ تو کیا یہ لوگ بس کرنے والے تھے۔

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ المنیر نے ایسا مراسلہ کیوں شائع کیا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ پر اور ان کے امام پر اعتراضات کئے ہیں۔ لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے۔ کہ جس مراسلہ میں بالبداہت غلط واقعات بیان کئے گئے ہوں۔ اور جن کی تحقیقات ہو سکتی تھی۔ ایسا مراسلہ بغیر ان واقعات کی تصدیق کرنے کے ایک دینی اخبار کو نہیں شائع کرنا چاہیئے تھا۔

باقی رہا "آزادی ضمیر" کا سوال تو اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ آزادی ضمیر اور ہے۔ اور لاقانونی اور ہے۔ "ربوہ" ایک جدید بستی ہے۔ جس کو احمدیوں نے اپنی زرخرید زمین پر آباد کیا ہے۔ ان احمدیوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ برحق ہیں۔ اب ایک شخص جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا اور اس کا سخت مخالف ہے جس کا ربوہ میں نہ تو کوئی کاروبار ہے۔ اور نہ ملکیتی جگہ ہے۔ اگر ایسا شخص ایسی بستی میں رہنے پر صرف اس لئے مصر ہوتا ہے۔ کہ وہ امام جماعت احمدیہ کی ذات کے خلاف دن رات پراپیگنڈا کرے۔ اور گند اچھالے۔ تو المنیر کے مدیر محترم ہی بتائیں۔ کہ ایسے شخص کی نیت سوائے شرارت کے اور کیا ہے؟ کیا آپ اپنے گھر کے اندر ایسے شخص کو جو آپ کے خاندان آپ کے والد بزرگوار کے حق میں بدکلامی کرتا ہے۔ ایک کمرہ دیزرو کر دیں گے۔ کہ آؤ یہاں آرام سے بیٹھ کر ہمیں اور ہمارے آباؤ اجداد کو ہمارے بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کے سامنے خوب خوب کوسنے کی مہم چلاؤ۔ لیکن اگر آپ ایسا نہ کریں۔ اور اس کو سمجھائیں۔ کہ اگر وہ زبردستی ایسا کرے گا۔ تو آپ قانون کی مدد لیں گے۔ تو کیا آپ کا یہ کہنا "آزادی ضمیر" کے اصول کی خلاف ورزی کہلائیگا۔

ابھی ابھی مسٹر اعوان انسپکٹر جنرل پولیس نے اپنی ایک کانفرنس میں کہا ہے۔ کہ لاہور میں غنڈہ گردی کو ختم کرنے کے لئے وہ سیفٹی ایکٹ کے استعمال سے بھی گریز نہ کریں گے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ لاہور میں آزادی ضمیر کا اصول خطرہ میں ہے۔ کیا پولیس کو چاہیئے۔ کہ انہیں اپنے اڈے قائم کرنے میں مدد دے تاکہ "آزادی ضمیر" کے اصول پر آنچ نہ آئے۔

ایک اور مثال لیجیے۔ اگر کوئی شخص لاہور یونیورسٹی کے کاروبار سے متعلق نہیں اور چانسلر کے خلاف پراپیگنڈا کرنا چاہتا ہے۔ مگر یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد اس کو ایسا کرنے کے لئے یونیورسٹی کی عمارت میں قانون کی مدد سے داخل نہیں ہونے دیتے۔ تو کیا وہ "آزادی ضمیر" کا اصول توڑتے ہیں۔ کیا آزادی ضمیر کا اصول تب قائم رہ سکتا ہے۔ کہ وہ اس کو اپنی جگہ میں دفتر کھولنے کی اجازت دے دیں۔ اور کہیں کہ یہاں سے بیٹھ کر مزے سے چانسلر کو کوسا کرو۔

اب مدیر محترم بتائیں۔ کہ مراسلہ نگار کی طرف سے ربوہ کے متعلق ایسی باتیں پیش کرنا کیا ان کی صحت دماغی کی دلیل ہے؟

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

اخبار "نوائے پاکستان" کے متعلق ایک ضروری اعلان

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ "نوائے پاکستان" لاہور میں کچھ عرصہ سے متواتر جماعت احمدیہ کے خلاف ایسی خبریں شائع کی جا رہی ہیں۔ جن میں سوائے کذب و افتراء اور غلط بیانی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دن ہوئے نوائے پاکستان نے بڑے جلی عنوانات سے یہ خبر شائع کی۔ کہ ربوہ کے دفاتر پر چھاپہ مارا گیا ہے۔ جس سے اہل ربوہ میں سخت پریشانی اور سراسیمگی پھیل گئی ہے۔ الفضل میں اس بیان کی تردید کی گئی۔ اور لکھا گیا۔ کہ یہ محض غلط بیانی ہے۔ مگر "نوائے پاکستان" نے اس خبر کی تردید شائع نہیں کی۔ حالانکہ دیانتداری کا تقاضا یہ تھا۔ کہ جب ایک خبر کی ہماری جماعت کی طرف سے تردید کی جا رہی تھی۔ تو وہ اس تردید کو بھی اپنے اخبار میں شائع کرتا۔ تاکہ وہ لوگ جنہوں نے اس کی خبر سے ایک غلط اثر قبول کیا تھا۔ وہ سمجھ لیتے۔ کہ یہ خبر درست نہیں تھی۔ مگر غلط خبروں کی اشاعت کرنا اور جب ان کی تردید کی جائے۔ تو اس کی تردید کو شائع نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ "نوائے پاکستان" کا مقصد محض جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کے دلوں میں جذبہ منافرت پیدا کرنا ہے۔ جس کے حصول کے لئے اسے جھوٹ بولنے سے بھی کوئی عار نہیں۔

پس نوائے پاکستان میں چونکہ ایک عرصہ سے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف متواتر غلط خبروں کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ اس لئے نظارت کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ جماعت احمدیہ کے افراد اس اخبار کو نہ خریدیں۔ کیونکہ ایسے اخبار کو خریدنا اس کے پیدا کردہ فتنہ کو تقویت دینا ہے۔ جسے کوئی بھی باعزت اور امن پسند شہری برداشت نہیں کر سکتا۔ جماعت احمدیہ دنیا میں ایمان اور عمل صالح اور صداقت اور راستبازی کو قائم کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اور وہ کوئی ایسی حرکت پسند نہیں کر سکتی۔ جو امن عامہ کے منافی اور صداقت پر پردہ ڈالنے والی ہو۔ چونکہ نوائے پاکستان نے خود جھوٹ کی تشہیر کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ صداقت اور امن کے خلاف پراپیگنڈا کرنے والا پرچہ ہے۔ اس لئے افراد جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے اخبار کو نہ خریدیں۔ تاکہ "نوائے پاکستان" کو اپنی اصلاح کرنے کا احساس ہو۔ اور وہ مومنانہ طریق عمل اختیار کرنے کی طرف توجہ کرے۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

قادیان کے دوستوں کے لئے دعا کی تحریک

(از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب مدظلہ العالی)

قادیان سے اطلاع ملی ہے کہ حکومت مشرقی پنجاب نے اخبار بدر قادیان کے ایڈیٹر اور پبلشر کے خلاف ضلع گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کیا ہے۔ یہ مقدمہ ایک ایسے مضمون کی بناء پر دائر کیا گیا ہے۔ جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدافعت میں شائع ہوا تھا۔ اور اس میں ضمناً الزامی جواب کے طور پر بعض ہندو رشیوں اور دیوتاؤں کے متعلق بھی کچھ ذکر تھا۔ دوست دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے دوستوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں ہر قسم کی تکلیف اور شر سے محفوظ رکھے آمین۔

فقط خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ

۱۵/۴/۵۷

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کے مضمون پر تبصرہ

از مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجرات

قسط اوّل

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ نے میرے مضامین مطبوعہ الفضل ۱۵-۱۶-۱۸-۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء کے جواب میں ۵۶ صفحات کا ایک ٹریکٹ بعنوان "ملک عبد الرحمٰن خادم کی افترا پردازیاں و بہتان طرازیاں" شائع کیا ہے۔ جو مجھے کل ۱۸ فروری کی شام خود چیمہ صاحب نے بھجوایا ہے اس ٹریکٹ میں خاکسار کے مضمون مطبوعہ الفضل ۱۵-۱۶-۱۸-۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء بعنوان "چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کی پریشان خیالیاں" کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے

چیمہ صاحب کا یہ مضمون اس قدر مستبذل اور شرافت و اخلاق کی تمام حدود سے اس حد تک متجاوز ہے۔ کہ "پیغام صلح" نے بھی اپنے صفحات کو اس کے گند کا متحمل نہ پا کر اسے چیمہ صاحب کے اصرار کے باوجود شائع کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن چونکہ خاکسار کا مضمون خدا کے فضل سے حق و صداقت کی طبعی تاثیر اور جاذبیت کا حامل اور چیمہ صاحب کے پیدا کردہ تمام وساوس کا قلع قمع کرنے والا تھا۔ نیز جن جن دوستوں نے چیمہ صاحب کا اصل مضمون اور خاکسار کا جواب ملاحظہ فرمایا۔ سب نے چیمہ صاحب کو ہی ملزم گردانا۔ اس لئے چیمہ صاحب نے کھسیاہٹ کو چھپانے کے لئے پیغام صلح کے انکار کے باوجود اس کو علیحدہ ٹریکٹ کی صورت میں چھپوانا ضروری سمجھا۔ بلکہ ان کے جلسہ سالانہ پر چیمہ صاحب کی تقریر کی جو رپورٹ پیغام صلح میں شائع ہوئی ہے۔ نیز اس ٹریکٹ کے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خود پیغامی کیمپ میں بھی ہمارے مضمون نے کافی پریشانی اور اضطراب پیدا کیا۔ اور خود پیغامیوں نے چیمہ صاحب کو مجبور کیا کہ وہ خاکسار کے مضمون کا کچھ نہ کچھ جواب ضرور دیں۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں "بعض دوست مصر ہیں کہ ہم ملک عبد الرحمٰن خادم کے مضمون پر اظہار خیال کریں" (ٹریکٹ ص۱ سطر۱)

ہمارے مضمون اور اس کے دلائل کا خود چیمہ صاحب پر کیا اثر ہوا۔ اس کا کسی قدر اندازہ چیمہ صاحب کے زیر جواب ٹریکٹ کے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے۔

"اس وقت خادم صاحب کا مضمون ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اور ہم اس کو پڑھ کر حیران ہو رہے ہیں کہ اس کا جواب کیا لکھیں" ص۶

ہم چیمہ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کی یہ "حیرانی" ہرگز غیر طبعی نہیں۔ کیونکہ ارشاد خداوندی فبھت الذی کفر کے مطابق دلائل ابراہیمی کی زد میں آنے والے ہر شخص کے لئے مبہوت و حیران ہونا ضروری ہے

اس مضمون کے ذریعہ چیمہ صاحب نے اپنی خفت کو چھپانے کی ناکام کوشش میں اپنی بوکھلاہٹ کو زیادہ نمایاں کر دیا ہے۔ چیمہ صاحب ہمارے دلائل کی ضرب کاری سے اس قدر بدحواس ہیں۔ کہ بار بار ہمارے مضمون اور دلائل کو "ساحروں کی رسیاں" اور اپنی کبیتِ العنکبوت معذرتوں کو "موسےٰ کا عصا" قرار دیتے ہیں۔ اس بدحواسی میں ان کو یہ بھی یاد نہیں رہا۔ کہ "ساحروں کی رسیاں" پہلے پھینکی گئی تھیں۔ اور حضرت موسےٰ نے اپنا عصا بعد میں پھینکا تھا۔ جیسا کہ خود چیمہ صاحب کی نقل کردہ آیات سے پہلی آیت میں ہے

قالوا یا موسیٰ اما ان تلقی و اما ان نکون اول من القیٰ قال بل القوا۔

(طٰہٰ ع۳)

یعنے ساحروں نے حضرت موسےٰ سے دریافت کیا کہ کیا آپ پہلے اپنا عصا پھینکیں گے یا پہلے ہم اپنی رسیاں پھینکیں؟ تو حضرت موسےٰ نے جواب دیا۔ نہیں میں پہلے حملہ نہیں کروں گا۔ بلکہ تم حملہ کرو۔ میں تو صرف مدافعت کروں گا۔ اب چیمہ صاحب ذرا حواس کو درست کر کے سوچیں کہ پہلے مضمون انہوں نے لکھا تھا یا میں نے؟ اگر تو اس بحث کی ابتدا میرے کسی مضمون سے ہوئی ہوتی۔ اور میری حیثیت معترض کی ہوتی۔ اور چیمہ صاحب کی مجیب کی تب تو قطع نظر دلائل کی قوت و اصالت کے چیمہ صاحب حضرت موسےٰ کے ساتھ اپنی مشابہت کا ادعا کر کے کسی قدر دھوکہ دے سکتے تھے۔ لیکن یہاں صورت بالکل الٹ ہے۔ چیمہ صاحب کی حیثیت معترض کی ہے۔ اور میری مجیب کی۔ پہل چیمہ صاحب نے پیغام صلح ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء کے مضمون سے کی۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور جماعت احمدیہ پر نہایت گندے انداز میں حد درجہ کمینے حملے کئے۔ گویا پیغامیوں نے فرعونی ساحروں کی طرح مکر و فریب کا سانپ چھوڑا۔ جس کے جواب میں محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے موسےٰ کے اس ادنےٰ غلام خادم نے حق و صداقت کا ایک ایسا عصا پھینکا۔ جو اس سانپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے نگل گیا

چیمہ صاحب! مشابہت تو یوں بنتی ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ فرعونی ساحروں کے دل میں خوف خدا اور پاس شرم و حیا موجود تھا۔ جس کے باعث وہ عصائے حق و صداقت کی قوت کو محسوس کرتے ہوئے فی الفور اپنی غلطی پر نادم اور شرمندہ ہوئے اور اقرار شکست کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر بدقسمتی سے پیغامی ساحر ان صفات حسنہ سے محروم ازلی ہے۔ اس لئے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر بدستور قائم ہے۔ فرعونی ساحروں کو تو اپنی نیک فطرتی کے باعث عصائے موسوی میں تائید ایزدی نظر آئی اور حسب ارشاد خداوندی فالقی السحرۃ سجدا قالوا اٰمنا برب ھارون و موسیٰ یعنے یہ کہتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ کہ ہم موسےٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتے ہیں لیکن پیغامی ساحر کو اپنی ازلی شقاوت کے باعث میرے جواب میں تائید ایزدی نظر آ نہ سکتی تھی۔ اس لئے اس نے مندرجہ ذیل الفاظ میں دلائل کی قوت اور براہین کی ہیبت کو میری ذاتی قابلیت کی طرف منسوب کر کے اپنی ندامت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

"خادم صاحب جماعت ربوہ کے مشہور مناظر ہیں .... یہ گفتار کے غازی اور تحریر کے فنکار ہیں۔ جس طرح کہ ایک وکیل مقدمہ کے اپنے نقطۂ نگاہ سے اس کے محاسن بیان کرتا ہے۔ اور مخالف کے عیوب کو آشکار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اسی طرح خادم صاحب نے خلافت کا کیس لیا ہوا ہے۔ اور انہیں ایک پختہ ماہر فن کی طرح دنیا کے سامنے حق و انصاف کے اقدار سے بے پرواہ ہو کر پرزور انداز بیان سے زیر بحث لاتے رہنا ہے" ص۶

اسی طرح اپنی جلسہ سالانہ لاہور کی تقریر میں اپنی بوکھلاہٹ کا اس طرح اظہار کرتے ہیں

"اہل قلم حضرات کی بے باکی دیکھ کر لوگ کسی اور مرد میدان کے طالب ہوئے۔ چنانچہ حاجی احمد ایاز صاحب خادم صاحب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا چیمہ صاحب کا مضمون ہنوز تشنہ جواب ہے۔ ابھی تک اس کے ہیبت ناک تاثرات زائل نہیں ہو سکے۔ یہاں تو رعد کی کڑک بادلوں کی سی گرج توپوں کی دھنا دھن اور گولوں کی ہیبتناک آتشباری کرنے والے مضمون چاہئیں اور وہ آپ کے سوا کوئی نہیں لکھ سکتا۔ اس پر خادم صاحب نے کہا واقعی اب تک چیمہ صاحب کو کچھ جواب نہیں دیا گیا اس کے بعد انہوں نے ایک طویل مضمون لکھ مارا"

(پیغام صلح ۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء ص۱۱)

جہاں تک تو اس فرضی مکالمہ کا تعلق ہے۔ جو میرے اور شیخ حاجی احمد صاحب ایاز ایڈووکیٹ کے درمیان چیمہ صاحب نے بیان کیا ہے۔ یہ جھوٹ اور افترا کا پلندہ ہے۔ اور شروع سے آخر تک چیمہ صاحب کے اپنے نفس کی اختراع اور ان کے احساس شکست کا آئینہ دار ہے۔

چیمہ صاحب کے عطا کردہ القاب

اول الذکر اقتباس میں چیمہ صاحب نے مجھے "گفتار کے غازی" اور "تحریر کے فنکار" کے القاب سے نوازا ہے جس کے لئے میں ان کا جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہے۔ کیونکہ مجھے تو اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ادنےٰ ترین غلاموں میں شمار ہونے کا فخر ہے۔ جس کا ایک الہام "حسن بیانی" ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے کہی "اسے احمد فصاحت و بلاغت

گے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ ۵۶)

اور ایک دوسرے الہام میں آپ کو "سلطان القلم" کا خطاب دربار خداوندی سے عطا کیا گیا ہے۔ اور جس کا اپنا ارشاد ہے۔ کہ ؎

صف دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
(المسیح الموعود)

پس "گفتار کا غازی" اور "تحریر کا فنکار ہونا" ایک مومن کے لئے ہرگز باعث عار نہیں۔ بلکہ یہ قابل شکریہ نعمت الٰہی ہے۔

پھر چیمہ صاحب کی بدحواسی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مجھ پر میرے "وکیل" ہونے کی پھبتی کستے ہیں۔ اور عالم بدحواسی میں یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ وہ خود بھی وکیل ہیں۔ اور ان کے ممدوحین خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔ بی بھی وکیل تھے۔ پس چیمہ صاحب کے تبتع میں اگر کوئی یہ کہے۔ کہ ان تینوں پیغامی وکلاء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کی خلافت کی مخالفت کا کیس لے رکھا ہے۔ اور وہ حق و انصاف کی اقدار سے لاپرواہ ہو کر پُرزور اندازِ بیان سے حق کو باطل ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ تو کیا چیمہ صاحب اس کو درست تسلیم کر لیں گے؟

تلون طبع

میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا۔ کہ چیمہ صاحب طبعاً "سریع التغیر" واقع ہوئے ہیں۔ اور میں نے اس کی چند مثالیں دی تھیں۔ جن کا چیمہ صاحب کے نفس مضمون سے براہِ راست تعلق تھا۔ مثلاً میں نے بتایا تھا۔ کہ چیمہ صاحب نے اپنے مضمون (۲۸ر نومبر ۱۹۵۶ء) میں جو اس وقت زیر جواب تھا۔ موجودہ فتنہ پردازوں اور معترضین کو اپنی مکمل حمایت اور تائید کا یقین دلایا ہے۔ لیکن اس کے چند ہی دن بعد ان کی حمایت اور تائید سے دستبرداری کا اظہار کیا۔ پھر میں نے یہ بتایا تھا۔ کہ آپ نے زیر جواب مضمون میں حضرت امام جماعت احمدیہ پر نہایت کمینے حملے کئے ہیں۔ اور حضور کو "پولوس" اور پست اخلاق اور ہدایت سے بکلی محروم وغیرہ الفاظ سے یاد کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے۔ حالانکہ ایک عرصہ پہلے انہوں نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ خلافت اور امارت کے اہل صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہی ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب صرف تصنیف کے ماہر ہیں۔ اس لئے

اگر حضرت صاحب اس بات پر آمادہ ہو جائیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو تالیف و تصنیف یا تبلیغ کے محکمہ کا سکرٹری مقرر کر دیں۔ تو میں مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دینے کے لئے تیار رہوں۔ کہ وہ حضرت میاں صاحب کی بیعت کر لیں۔

پھر میں نے بتایا تھا۔ کہ چیمہ صاحب نے اپنے مضمون مطبوعہ پیغام صلح میں حضرت صاحب کو گندی گالیاں دینے کے بعد جب حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۵۶ء پڑھا۔ تو کیپٹن حاجی احمد صاحب ایاز ایڈووکیٹ سے کہا۔ کہ اگر میں یہ خطبہ مضمون لکھنے سے پہلے پڑھ لیتا۔ تو کبھی وہ مضمون نہ لکھتا۔ ظاہر ہے۔ کہ ان تینوں مثالوں کا تعلق براہِ راست چیمہ صاحب کے زیر جواب مضمون کے ساتھ ہے۔ اس لئے میرا چیمہ صاحب کی سیلانی طبع کا ذکر کرنا قطعاً بے محل نہ تھا۔ اس کے جواب میں چیمہ صاحب لکھتے ہیں۔

"خادم صاحب طبعاً متشدد مزاج ہیں" "وہ ایک فنکار شاعر اور پیشہ ور مناظر ہیں۔ ان کی طبیعت تیز و تند ہے۔ وہ انتہا پسند مزاج رکھتے ہیں۔ وہ جلد مغضوب الغضب ہو کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ .... وہ تنہا صدر نشین بزم بھی ہیں۔ اور سپہ سالارِ کارزار و رزم بھی۔ بزم میں وہ خوش گو بذلہ سنج اور لطیفہ گو ہیں۔ اور ان کی شاعرانہ ظرافت یتبعھم الغاوٗن کی ایک زندہ مثال ہے۔ اور وہ الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون کا ایک نمونہ ہیں۔"

(پیغام صلح۔ ۳۰ر جنوری ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۱)

چیمہ صاحب کی اس بدحواسی پر "تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولھو" کی مثل مکمل طور پر صادق آتی ہے۔ خادم متشدد مزاج ہے۔ خادم کی طبیعت تیز و تند ہے۔ خادم صدر نشین بزم ہے۔ یا سپہ سالار کارزار رزم۔ خادم خوش گو بذلہ سنج یا لطیفہ گو ہے۔ یا شاعر ہے۔ تو کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا، کہ چیمہ صاحب نے اپنے مضمون میں جو کچھ رطب و یابس جمع کیا ہے۔ وہ سب درست اور برحق ہے؟ اور خادم نے اس کا جو جواب دیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ محض اس وجہ سے بقول چیمہ صاحب خادم متشدد مزاج ہے۔ ایسا ہے ویسا ہے؟ درحقیقت یہ ہمارے مضمون کا اثر ہے۔ کہ وکیل ہونے بلکہ ایڈووکیٹ ہونے کے باوجود چیمہ صاحب کو "متعلق" اور "غیر متعلق" کا باہمی فرق بھی بھول گیا ہے۔ "متشدد" اور "انتہا پسند" مزاج کے متعلق صرف اتنا گوش گذار کرنا [illegible]

کہ یہ سب صفات بدرجہ اتم آپ کے ممدوح مولوی محمد علی صاحب ایم اے سابق امیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں پائی جاتی تھیں۔ اور نہ صرف یہ کہ ان کو جاننے والے اسی امر کی شہادت دیتے ہیں۔ بلکہ حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اولؓ کی مطبوعہ شہادت بھی ان کی ان صفات کی تصدیق کے لئے موجود ہے۔ لکھا ہے:۔

"آپ (مولوی محمد علی صاحب) میں قوت انتقام اور غضب .... بہت غالب ہے۔ جب ہم حضرت مولانا (نور الدین رضؓ) سے طب پڑھتے تھے۔ تو بارہا آپ غصہ و غضب کے غلبہ کی مثال میں جناب (مولوی محمد علی صاحب) کا نام لیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ دیکھو غضب کے وقت کس طرح ان میں رعشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور رنگت بالکل سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ وصف بھی بڑے کام کا ہے۔ بعض بزرگوں نے اس سے بہت بڑا کام لیا ہے۔"

(کشف الاختلاف مطبوعہ ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۹)

شاعر ہونے کے بارے میں آپ نے سورۂ شعراء کی جو آیات نقل کی ہیں۔ ان سے اگلی آیت کو آپ کیوں ہضم کر گئے ہیں۔ جس میں مسلمان شعراء کو مستثنیٰ کر کے ان کی تعریف کی گئی ہے۔ کیا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر نہ تھے۔ جنہوں نے دربار سید الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑے ہو ہو کر حضور کی تعریف و توصیف میں قصائد پڑھے۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف دادِ سخن لی۔ بلکہ حضور نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّد الحسان بروح القدس "کہ اے اللہ شعر گوئی میں حسان کی روح القدس سے مدد فرما۔

پھر کیا حضرت علیؓ شاعر نہ تھے پھر دور کیوں جائیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی اشعار تو خیر آپ پڑھ نہیں سکتے۔ لیکن کیا فارسی اور اردو اشعار بھی آپ نے نہیں پڑھے؟ ان دریں حالات آپ کا احمدی کہلا کر مجھے "شاعر" ہونے کا طعنہ دینا آپ کو کیونکر زیب دیتا ہے؟ خصوصاً ایسی صورت میں کہ آپ میری کسی نظم پر نہیں بلکہ میرے ایک ایسے مضمون پر خامہ فرسائی فرما رہے تھے۔ جو نثر میں ہے۔ اور اس سلسلہ میں میری شعر و شاعری زیر بحث [illegible]

نہ زیر بحث لائی جا سکتی ہے۔ کیا آپ کی اس ذہنی کیفیت کو "بہکنے" کے سوا کسی اور لفظ سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے؟ آپ کو تو شاید اس کا احساس نہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی سالانہ جلسہ کی تقریر کے وقت صدر جلسہ کو آپ کی اس کیفیت کا ضرور احساس ہو گیا تھا۔ چنانچہ جس وقت آپ نے میرے متعلق اپنی تقریر میں یہ فقرہ کہا۔ کہ "ان کی شاعرانہ ظرافت والشعراء یتبعھم الغاوٗن کی ایک زندہ مثال ہے۔ اور وہ الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون"۔ تو انہوں نے فوراً مداخلت کرتے ہوئے آپ کی تقریر بند کر دی۔ پیغام صلح میں آپ کی تقریر کے مندرجہ بالا فقرہ کے آگے لکھا ہے:۔

"اس مرحلہ پر صدر صاحب نے کہا۔ وقت ختم ہو گیا ہے۔ اور آپ کافی وقت زائد بھی لے چکے ہیں۔ جس پر لیکچر ختم کر دیا گیا"۔

(پیغام صلح ۳۰ر جنوری ۱۹۵۷ء صفحہ ۱۱ کالم ۲)

ظاہر ہے۔ کہ جب تک آپ صدر صاحب کے نقطۂ نگاہ سے کسی حد تک متعلق باتیں کہتے رہے۔ باوجود آپ کی تقریر کا مقررہ وقت ختم ہو جانے کے صدر صاحب نے آپ کو نہیں روکا۔ لیکن جونہی آپ خادم کی بذلہ سنجی، خوش گوئی اور شاعری کا غیر متعلق ذکر چھیڑ کر قرآن مجید کی آیات کا بالکل بے محل، بے موقعہ اور غلط استعمال کرنے لگے۔ صدر صاحب نے محسوس کر لیا۔ کہ اب آپ بہک گئے ہیں۔ اس لئے ان کو آپ کی تقریر بند کرنا پڑی۔

چیمہ صاحب کی انشا پردازی کے نمونے

چیمہ صاحب کو اپنے پہلے مضمون پر بے انتہا ناز تھا۔ اور انہیں یہ غلط فہمی تھی۔ کہ ان کا مضمون انشا پردازی کا شاہکار ہے۔ ان کا یہ ناروا عجب غرور ان کے دوسرے مضمون مطبوعہ پیغام صلح ۲۸ر نومبر ۱۹۵۶ء سے ٹپک ٹپک پڑتا ہے۔ چنانچہ ان کے پہلے مضمون کے جو اقتباسات الفضل نے برائے جواب نقل کئے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے چیمہ صاحب خود ہی لکھتے ہیں:۔ ؏

"پسلی پھڑک اٹھی نظر انتخاب کی
ملاحظہ ہو کیا اچھا انتخاب ہے"۔

پھر لکھتے ہیں:۔

"ہمارے ہی الفاظ سے ان کے سارے مضمون کی رونق ہے"۔

(پیغام صلح ۲۸ر نومبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۹)

"الفضل نے ...... ہماری ایسی عبارتوں کو نقل کیا ہے جس سے الزام کی شدت ...... اور ان کی جلالیت ثابت ہے" (پیغام صلح ۲۸ نومبر ۱۹۵۶ء ص۴)

یہ تو خود ستائی کی انتہا ہے۔ لیکن حقیقت کیا ہے۔ چیمہ صاحب عربی زبان سے تو خیر سرے سے ہی نابلد محض ہیں۔ اردو زبان بھی ان کی دراز دستی سے بچ نہیں سکتی محولہ بالا عبارت ہی میں "وارثی کی جلالیت" چیمہ صاحب کے مبلغ علم کی نشاندہی کر رہی ہے۔

جس مضمون پر چیمہ صاحب کو ناز ہے اس میں سے چیمہ صاحب کی انشا پردازی کے مندرجہ ذیل تین نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(الف) "مسیح ثانی ...... جمال کی دلآویزیاں بکھیرتا رہا" "دلآویزیاں بکھیرنا" نیا محاورہ ہے۔

(ب) "جس کے ناخن تدبیر نے ...... اصول بیان کردئے"

اس سے پہلے تو ناخن تدبیر سے عقدہ کشائی ہوتی تھی۔ اب اصول بھی بیان ہوتے ہیں

(ج) "باقی دنیا اس سے کہتر ہے" کہتر یعنی حقیر چیمہ صاحب کی مخصوص لغت ہے

(د) "نکاح کی جو مجلس برپا ہوئی" آگے تو مجلس منعقد ہوتی تھی۔ اب برپا "کھڑی" ہوتی ہے۔

اسی طرح ٹریکٹ زیر جواب سے چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) چیمہ صاحب کا ایک عنوان ہے "اہل ربوہ کی خفیف الحرکتیاں" (ص۲۹) "خفیف الحرکتیاں" کی نوزائیدہ اصطلاح استاد امام دین صاحب مرحوم کی زندگی میں وضع فرمائی گئی ہوتی تو وہ یقیناً اس کی داد دیتے

(۲) "ایک ہی جست میں سیف اللہ بن گئے جس کی چمک ...... نے حکومتوں کی صفوں کو الٹ دیا۔ (ص۲) تلوار کی چمک سے صفیں الٹنا معجزہ سے کم نہیں۔

(۳) "سیل رواں ...... تروتازگی کی زنبیلوں میں بہار کے شگوفے اگاتا اور حق وصداقت کے گلدستے بکھیرتا رواں دواں جاری تھا" سیلاب سے شگوفے اگانے اور پھر گلدستے بکھیرنے کا کام لینا یہ چیمہ صاحب کا ہی حصہ ہے

(۴) "ایک دفعہ خلیفہ صاحب کے ایک خطبہ کو خادم صاحب نے مجھے سنایا (ص۱۰) تبصرہ سے بے نیاز ہے۔

(۵) "حضرت یعقوب کی کثیر جسمانی اولاد کی اکثریت" (ص۹)

(۶) "ایک متوسط درجے کا نارمل انسان" (ص۲۴)

(۷) "راگ ...... کی سنسناہٹ چار دانگ عالم میں سنی جارہی ہے۔ (ص۱۷)

(۸) "ان سے مل کر نمازیں ادا کرئیں" (ص۱۷)

(۹) "اخلاق گریہ وزاری کنسال ہے۔" (ص۱۵)

یاد رہے کہ لفظ "کنسال" اسی طرح جزو مشترک (Common factor) ہے۔ جس طرح استاد امام دین صاحب کے مندرجہ ذیل شعر کے مصرعہ ثانی میں لفظ "وال" ہے

جو طبیعتیں الف۔ب۔ت۔ث نہیں تھیں جانتیں
منطق وفلسفہ ریاضی اور سائنس وال ہوگئیں
(بانگ دہل)

(۱۰) "موجودہ صریح طور پر" (ص۲۸ آخری سطر) صریح بمعنی جاری نہیں بلکہ بمعنی "صریح" (واضح) ہے۔

(تلک عشرہ کاملہ)

امید ہے کہ یہ عشرہ کاملہ ملاحظہ فرما کر بھی چیمہ صاحب مندرجہ ذیل مصرعہ ایک دفعہ پھر پڑھیں گے:۔ ع

"پسلی پھڑک اٹھی نگہ انتخاب کی"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

چیمہ صاحب کے مضمون کے پہلے چھ صفحات اس بحث میں سیاہ کئے گئے ہیں۔ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زندگی کے تین دور ہیں۔ جنہیں سے پہلا دور وہ تھا۔ جب وہ اسلام کے مخالف تھے۔ اس بحث کی ضرورت چیمہ صاحب کو اسلئے پیش آئی ہے کہ امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء میں پیغامیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔ کہ

حضرت مولانا نورالدین خلیفہ اول کی خلافت کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دوست تھی جو بعد میں مرکز سلسلہ سے کٹ کر لاہور چلے گئے اور پیغام پارٹی کی بنیاد رکھی حضرت خلیفہ اول اور خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے۔ تو حضرت خلیفہ اول نے ان کو بارہا تنبیہہ فرمائی۔

ان واقعات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

"حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی صورت میں جو نعمت تمہیں دی ہے۔ اس کی قدر کرو اور مغرور مت بنو۔ نیز یاد رکھو کہ میرے پاس ایسے خالد بن ولید بھی ہیں۔ جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔ جب پیغامیوں نے خلافت کے خلاف فتنہ کھڑا کرنا شروع کیا تو اس وقت صرف میرے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ نے خالد کی طرح کام لیا۔ اور اس نے مجھے توفیق بخشی کہ میں چالیس سال تک متواتر پیغامیوں کے خلافت پر حملوں کا دفاع کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان میں ایسی برکت دی۔ کہ ہزاروں ہزار افراد میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ اسی غیر معمولی برکت کا اظہار آج کا یہ جلسہ بھی ہے۔

پیغامی یہ نہ سمجھیں کہ اب وہ خالد نہیں رہے۔ جو ان کے حملوں کا جواب دیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے نئے خالد دے رکھے ہیں مثلاً شمس صاحب۔ مولوی ابوالعطاء صاحب اور خادم صاحب ہیں۔ جو ان کے حملوں کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قلموں میں زیادہ طاقت اور برکت بخشے۔ تاکہ وہ ان بت خانوں کو چکنا چور کر کے رکھ دیں جو ان لوگوں نے اپنے اعتراضات حملوں اور وساوس سے تیار کر رکھے ہیں۔

(الفضل ۸ جنوری ۱۹۵۷ء ص۴)

چیمہ صاحب ان الفاظ کو پڑھ کر آگ بگولہ ہو گئے ہیں اور آتش غیظ وغضب میں جل بھن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر ہی نکتہ چینی شروع کر دی ہے۔ ع

بازی بازی بارِیش بابا ہم بازی

گوہر افشانی ملاحظہ ہو:۔

"حضرت خالد ابن ولید کی زندگی تین ادوار میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ایک دور ان کی زندگی کا وہ تھا۔ جو جنگ احد تک جاری رہا۔ جس میں اسلام کے مظلومین مقہورین مقتول ہوئے اور ضعفاء پر وہ انتہا درجہ کا ظلم وستم کرکے اپنے زور بازو اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے رہے۔"

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہمارا یہ ربوی خالد بن ولید تو ابھی اپنے پہلے دور میں ہی نظر آتا ہے .... جنگ احد میں مسلمانوں کی فوجوں میں انتشار پیدا کرنے والا خالد اپنے اس بورڈ (خادم) کے ذریعے تہور انگیز طرز عمل کا سرزمین ربوہ میں کئی سالوں سے مظاہرہ کر رہا ہے۔" یہ ہے وہ طرز استدلال اور "برہان قاطع" جس کو چیمہ صاحب "عصائے موسوی" قرار دیتے ہیں۔ ہم مندرجہ بالا الفاظ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی صریح توہین خیال کرتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے قبل مکہ میں غریب اور بے کس مسلمانوں پر انتہا درجہ کا ظلم و ستم ڈھانے کا حوالہ چیمہ صاحب نے نہیں دیا۔ لیکن قطع نظر اس سوال کے کہ حضرت خالد ابن ولید کا نام تاریخ عالم میں زمانہ قبل از قبول اسلام کے کارناموں کی بناء پر مشہور ہے۔ یا زمانہ "مابعد القبول" کی بناء پر۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات میں صریح طور پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ان خدمات کا ذکر ہے۔ جو انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کی تائید اور منکرین خلافت کی گوشمالی کے رنگ میں ادا فرمائیں۔ اور حضرت خالد کی زندگی کے اسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر دو خلفاء مسیح محمدی نے منکرین خلافت کو تنبیہہ فرمائی ہے۔ کہ اگر وہ خلافت حقہ کے خلاف نبرد آزما ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی سرکوبی کے لئے بھی خالد بن ولید کھڑے کر دے گا۔ پس چیمہ صاحب کا حضرت خالد کی قبول اسلام سے قبل کی زندگی کی طرف توجہ فرمانا کج بحثی اور ان کی اپنی لغت میں "خفیف الحرکتی" ہے۔

چیمہ صاحب! حضرت خالد اور حضرت عمر کے نام تو مسلمانوں کو اس قدر محبوب ہیں۔ کہ وہ اکثر اپنے بچوں کے یہی نام رکھتے ہیں اور خود آپ نے بھی اپنے ایک بچے کا نام خالد رکھا ہوا ہے۔ اب آپ یہی بتائیں کہ جب آپ نے اسکا یہ نام رکھا تھا۔ تو آپ کے ذہن میں اس وقت حضرت خالد کی زندگی کے دور اول کا نقشہ تھا۔ یا دور ثانی کا؟ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے آپ کے اکابر کو مخاطب کر کے یہ فرمایا تھا کہ "اگر تم باز نہیں آؤ گے تو یاد رکھو۔ کہ میرے پاس ایسے خالد ابن ولید ہیں۔ جو تم کو مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"۔

تو اس وقت کیا مولوی محمد علی صاحب نے بھی آپ کی طرح یہی جواب دیا تھا۔ کہ حضور! آپ کے پاس خالد تو ضرور ہیں لیکن وہ دور اول کے خالد ہیں؟ اور کیا حضرت خلیفہ اول (نعوذ باللہ) ان خالدوں سے اسلام کی مخالفت کا کام ہی لینا چاہتے تھے؟

چیمہ صاحب! آپ سے تو غیر احمدی علماء ہی اچھے رہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیحد مخالفت کی لیکن ان کے دلوں میں انبیاء اور صحابہ کا اتنا ادب ضرور تھا۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام الٰہی کے ماتحت خود کو "آدم" کہا۔ تو انہوں نے آپ کی طرح یہ جواب نہ دیا۔ کہ ہاں حضور آپ آدم تو ضرور ہیں۔ مگر "وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ" والے دور کے آدم ہیں۔ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تھا۔ پھر جب آپ نے اپنا یہ الہام پیش کیا۔ کہ "انت فیہم بمنزلۃ موسیٰ"۔ کہ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ ہے! تو انہوں نے یہ پھبتی کہنے کی جرأت نہ کی کہ ہاں آپ موسیٰ ضرور ہیں۔ مگر اس زمانے کا موسیٰ جس کے بارے میں حضرت موسیٰ نے خود کہا تھا کہ "فعلتہا اذاً وانا من الضالین" (شعراء ع۲ پ۱۹)

یا جب حضور نے اپنا یہ الہام پیش کیا "فیک مادۃ فاروقیۃ" کہ اے مسیح موعود تجھ میں فاروقی صفات ہیں تو ان کو آپ کی طرح یہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی کہ "حضرت عمر کی زندگی دو۲ ادوار میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ایک دور وہ تھا۔ جب وہ کمزور و بیکس مسلمانوں پر انتہائی درجہ کے ظلم و ستم کر کے اپنے زور بازو اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے رہے یہاں تک کہ تلوار لے کر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ پس آپ دور اول کے عمر فاروق ہیں؟"

چیمہ صاحب! آپ ہی سوچیں کہ یہ بحث ہے یا عورتوں کی سی طعنہ زنی ہے جو آپ نے بلاوجہ شروع کر رکھی ہے؟

"سفید یا سیاہ جھوٹ"

میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا۔ کہ چیمہ صاحب نے کیپٹن حاجی احمد صاحب ایاز ایڈووکیٹ سے کہا تھا کہ اگر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۸ نومبر ۱۹۵۶ء اپنا مضمون لکھنے سے پہلے پڑھ لیتا۔ تو کبھی یہ مضمون نہ لکھتا۔

اس کے جواب میں چیمہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ بھی صحیح ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کے ایک خطبہ کو پڑھ کر میں نے کہا تھا کہ اگر یہ خطبہ مجھے پہلے مل جاتا تو شاید میرے بیان میں اس قدر شدت نہ ہوتی میں نے ہرگز اور قطعاً یہ نہیں کہا۔ میں خلیفہ صاحب کے باطل عقائد کا ذکر نہ کرتا۔ اس وقت سرائے عالمگیر کے ایک ربوی دوست جو خادم صاحب کے مؤکل بھی تھے۔ موجود تھے۔ خادم صاحب کا یہ مضمون میں نے ان کو دکھایا اور انہوں نے اپنا یہ بیان لکھ کر میرے حوالے کیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ صرف یہی ہے۔ جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ یعنی میرے پیرایۂ بیان میں اس قدر شدت نہ ہوتی" (پیغام صلح ۳۰ جنوری ۱۹۵۷ء ص۱۱)

یہ تو وہ جواب ہے جو چیمہ صاحب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء کو اپنے جلسہ سالانہ کی تقریر میں دیا تھا۔ لیکن اس پر دو ماہ گزر جانے کے بعد زیر جواب ٹریکٹ میں چیمہ صاحب نے اس واقعہ کو جن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اس پر صاف طور پر "دروغ گو را حافظہ نباشد" کی مثل صادق آتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں نہیں جانتا کہ اس تمام واقعہ[1] کو سفید جھوٹ کہوں یا سیاہ جھوٹ کا نام دوں۔ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ میں نے خلیفہ صاحب کا خطبہ پڑھا۔ اس میں انہوں نے اشاعت اسلام کے کام کو تقویت دینے کے لئے قوم سے پرزور چندہ کی اپیل کی تھی۔ اور ان کا انداز بیان ایسا تھا جس سے اشاعت اسلام کی تحریک کو تقویت پہنچتی تھی میں نے اس کی تعریف کی اور اب بھی کرتا ہوں ...... اس سے تو میری فراخدلی اور انصاف پسندی کا ثبوت ملتا ہے ...... مندرجہ بالا امر کے سوا جو کچھ میری طرف منسوب کیا گیا ہے وہ محض افتراء ہے اور خادم صاحب یا ان کے راوی کا اپنا تصنیف کردہ ہے"

(ٹریکٹ مذکور ص ۹)

چلو چھٹی ہوئی چیمہ صاحب نے تو صرف حضرت صاحب کے خطبہ کی تعریف کی تھی۔ اپنے مضمون کے بارے میں کچھ بھی ارشاد نہیں فرمایا تھا۔ سرائے عالمگیر کے ربوی دوست کی شہادت کی بھی اب چنداں ضرورت نہ رہی چیمہ صاحب! میں آپ کو اس خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ جس نے قرآن مجید نازل کیا اور اس میں یہ ارشاد فرمایا کہ "واجتنبوا قول الزور" کہ جھوٹ مت بولو۔ اور جس میں جھوٹوں کے لئے "لعنت اللہ علی الکاذبین" کا وعید موجود ہے۔

اگر تو یہ واقعہ صرف کیپٹن حاجی احمد صاحب ایاز تک محدود ہوتا۔ تب تو شاید آپ یہ کہہ کر خلق خدا کے سامنے جھوٹے ہو کر سچے بن جاتے کہ یہ:۔

"محض افتراء ہے اور خادم صاحب یا اس کے راوی صاحب کا اپنا تصنیف کردہ ہے"

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسوائی کا سامان یوں مہیا کر دیا ہے کہ بعینہٖ وہ الفاظ جو آپ نے ایاز صاحب سے کہے تھے اور جو میں نے اپنے مضمون میں درج کئے تھے۔ بعد میں آپ نے بار روم میں نصف درجن کے قریب وکلاء کے سامنے بھی دوہرائے تھے بات یہ تھی کہ میں نے اپنا مضمون لکھ کر الفضل میں برائے اشاعت بھیج چکنے کے بعد (لیکن اس کی اشاعت سے پہلے) ایاز صاحب سے ذکر کیا کہ چیمہ صاحب نے جو آپ سے یہ کہا تھا۔ کہ اگر حضرت صاحب کا یہ خطبہ میں پہلے پڑھ لیتا۔ تو وہ مضمون ہرگز نہ لکھتا۔ میں نے یہ واقعہ آپ کے حوالہ سے لکھ کر برائے اشاعت بھیج دیا ہے۔ تو ایاز صاحب نے فرمایا کہ آپ نے ٹھیک کیا ہے اور میں چیمہ صاحب سے یہ الفاظ آپ کی موجودگی میں بھی کہلوائے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس کے تھوڑی دیر بعد بار روم کے باہر جہاں سبھی وکلاء صاحبان دھوپ میں بیٹھے تھے اور ان میں چیمہ صاحب بھی تھے اور میں بھی تھا۔ ایاز صاحب نے چیمہ صاحب کے سامنے وہی گفتگو دہرائی جو ان کے اور چیمہ صاحب کے درمیان ہوئی تھی۔ تو چیمہ صاحب نے نہ صرف یہ کہ اس کی تصدیق کی بلکہ بلاتکلف وہی فقرہ اپنی زبان سے دوہرایا جو میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا۔

"سرائے عالمگیر کے ربوی دوست" نہ اس وقت موجود تھے جب چیمہ صاحب نے کیپٹن ایاز صاحب سے پہلی مرتبہ یہ بات کہی تھی اور نہ بار روم کے باہر والی گفتگو کے وقت وہ موجود تھے۔ بہت ممکن ہے کہ میرے مضمون کے شائع ہو جانے کے بعد چیمہ صاحب نے ان سے علیحدہ گفتگو کی ہو جبکہ ان کے موقف میں تبدیلی شروع ہو چکی تھی اور جو پہلے تو "مضمون نہ لکھتا" کی بجائے "مضمون میں شدت نہ ہوتی" کی حد تک تھی اور رفتہ رفتہ ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچ گئی کہ "حضرت صاحب کے خطبہ کی تعریف تھی" اس کے سوا جو کچھ میری طرف منسوب کیا گیا ہے وہ محض افتراء ہے"

چیمہ صاحب! اب آپ کے اس زیر جواب ٹریکٹ میں آپ کی یہ "اہم خبری" "قلابازی" دیکھ کر گجرات بار کے وہ "غیر ربوی" جن کی موجودگی میں آپ نے وہ الفاظ دوہرائے تھے۔ دل میں یہی کہتے ہوں گے۔ کہ آپ کا مضمون "موسوی عصا" تو نہیں مگر "جنونی عصا" ضرور ہے جو مسیح کو بلاتکلف نگل گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"سرائے عالمگیر" کے جن صاحب کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ وہ بھی یہی بیان کرتے ہیں کہ ایاز صاحب کے ساتھ چیمہ صاحب کی گفتگو ہوئی یا بار روم کے باہر انہوں نے جو کچھ کہا اس کا مجھے کچھ علم نہیں۔ کیونکہ میں اس وقت موجود نہ تھا۔

آپ کے پیغام صلح اور ٹریکٹ زیر جواب میں ایک ہی واقعہ کے متعلق متضاد اور متناقض بیانات نیز یہ امر کہ باوجود پیغام صلح میں یہ تسلیم کرنے کے میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میں خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ پڑھ لیتا۔ تو میرے مضمون میں اس قدر شدت نہ ہوتی۔ آپ کے موجودہ زیر جواب مضمون میں شدت بجائے کم ہونے کے اور بھی بڑھ گئی ہے۔ صاف طور پر آپ کی "سیمابی طبع" اور تلون مزاج پر دلالت کرتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کو بیعت خلافت کا مشورہ اسی طرح میں نے لکھا تھا کہ چیمہ صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مولوی محمد علی صاحب کو ناظر تالیف و تصنیف یا ناظر تبلیغ بنانا منظور فرما لیں تو میں مولوی محمد علی صاحب کو بیعت خلافت کر لینے کا مشورہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے متعلق چیمہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے ..... کہ میں نے ان (خاکسار خادم) کو ایک موقع پر یہ کہا کہ اگر میاں صاحب

(باقی صفحہ ۸ پر)

[1] نقل مطابق اصل چیمہ صاحب کے مضمون میں یہ لفظ کئی بار استعمال ہوا ہے۔ اور ہر جگہ اسی طرح لکھا ہے ـــ خادم

جملہ قائدین مجالس خدام الاحمدیہ فوری متوجہ ہوں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر جلسہ سالانہ کا امتحان

ہر خادم کے لئے لازمی ہے

اخبار الفضل مؤرخہ ۱۰ ؍اپریل ۵۷ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فرمودہ اعلان آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ کو پوری توقع ہے کہ آپ مقامی طور پر ہر خادم کو کتاب "آسمانی نظام کی مخالفت اور اس کا پس منظر" اور "خلافت حقہ اسلامیہ" کے امتحان میں شامل ہونے کے لئے تیار کر رہے ہوں گے۔ تاہم یاددہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرکزی خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی ہر خادم کے لئے اس امتحان میں شمولیت لازمی قرار دی گئی ہے۔ آپ پورے طور پر جائزہ لے کر ہر خادم کو اس میں شامل ہونے کی تحریک اور تاکید فرمائیں۔

امتحان کی تاریخ جولائی کے دوسرے ہفتہ میں ہوگی۔ لیکن اس کے لئے ابھی سے آپ کو تیاری کرنی اور کرانی چاہیئے۔ اس امتحان میں شمولیت کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خود اپنی نگرانی میں اس امتحان کا انتظام فرما رہے ہیں۔ پس آپ ابھی سے پوری طرح تیاری کریں اور امتحان میں شامل ہونے والے خدام کی ایک مکمل فہرست معہ ولدیت اور عمر ارکدم پرائیویٹ سیکرٹری سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائیں اور اس کی ایک نقل دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی بھجوائیں تا دفتر کی طرف سے بھی حضور کی خدمت میں اس امتحان میں شامل ہونے والے خدام کے متعلق اطلاع بھجوائی جا سکے۔

یاد رہے کہ حضور نے دس اپریل سے دو ہفتہ کے اندر اندر یہ فہرستیں منگوائی ہیں۔ اس لئے جلدی کام کریں اور مقررہ تاریخ تک فہرستیں بھجوا دیں۔ یہ دونوں کتابیں الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے مل سکتی ہیں۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

تمام مجالس انصار اللہ کیلئے ضروری ہدایت

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ۹ ؍اپریل کے الفضل میں "خلافت حقہ اسلامیہ" اور "نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر" دونوں رسالہ جات کے امتحان کا اعلان ہو چکا ہے۔ یہ وہ دو لیکچر ہیں جو حضور نے گذشتہ جلسہ سالانہ پر ارشاد فرمائے تھے۔ تمام مجالس انصار کے لئے ضروری ہدایت ہے کہ وہ حضور کے اعلان کے مطابق تیاری شروع کر دیں اور اگر یہ رسالہ جات کسی مجلس کے پاس نہ ہوں۔ تو "الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ" سے منگوا لے۔ مجالس کو اس طرف فوری توجہ دینی ضروری ہے۔

فی الحال "ازالہ اوہام" کا امتحان ملتوی ہو رہا ہے

قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

قیمت اخبار الفضل بذریعہ منی آرڈر

مندرجہ ذیل احباب کرام خریداران الفضل کی قیمت اخبار ماہ اپریل میں ختم ہو رہی ہے۔ لہذا ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی قیمت اخبار حسب استطاعت سالانہ ششماہی یا سہ ماہی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ہمیں اپنا ممنون بنائیں۔

بصورت دیگر ۳۰ ؍اپریل ۱۹۵۷ء کے بعد تا وصولی قیمت ان کی خدمت میں اخبار نہیں بھیجا جا سکے گا۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

مختصر نام	نمبر خریداری	تاریخ اختتام قیمت
بیگم صاحبہ محمد عثمان صاحب	۲	۳۰ ؍اپریل ۵۷ء
نیاز محمد صاحب	۱۱	۳۰ //
محمد دین صاحب	۴۷	۱۷ //
محمود احمد صاحب	۵۱	۳۰ //
محمد حنیف صاحب	۵۴	// //
انجمن احمدیہ	۵۸	// //
رشید احمد صاحب	۶۰	// //
ممتاز نبی صاحب	۱۰۰	// //
عطا محمد صاحب	۱۱۷	// //
اقبال احمد صاحب	۱۳۷	// //
رحیم بخش صاحب	۱۴۵	۲۹ ؍اپریل
برکت علی صاحب	۱۵۹	۲۰ //
صدیقی صاحبان	۱۶۲	۳۰ //
محمد شفیع صاحب	۲۵۰	// //
برکت علی صاحب	۲۷۸	۱۵ //
عبدالقادر صاحب	۲۹۳	۲۷ //
محمد احسن صاحب	۲۹۵	۳۰ //
احمد صاحب	۳۱۱	۱۶ //
محمد عبداللہ خانصاحب	۳۱۲	۶ ؍اپریل
نصیر احمد خاں صاحب	۳۶۷	۱۲ //
منظور احمد صاحب	۳۷۷	۲۳ //
احمد دین صاحب	۳۸۰	۱۲ //
محمد رمضان صاحب	۳۸۱	۱۴ //
بشیر محمد خانصاحب	۳۸۳	۱۹ //
قمر الزمان صاحب	۳۸۶	۱۷ //
فیض احمد صاحب	۴۲۷	۱۹ //
محمد بخش صاحب	۴۳۲	۹ //
عبیداللہ شاہ صاحب	۴۸۳	۲ اپریل
عبدالحمید خانصاحب	۵۰۷	۵ //
حاجی خدابخش صاحب	۵۱۳	۱۹ //
سوندھا خان صاحب	۵۱۸	۱۲ //
سعید احمد صاحب	۵۳۶	۳۰ //
غلام مصطفیٰ صاحب	۵۵۰	۱۳ //
عنایت اللہ صاحب	۵۷۴	۱۴ //
خان محمد صاحب	۵۹۴	۲۷ //
نور محمد خالد صاحب	۵۹۵	// //
بشارت احمد صاحب	۶۵۸	۱۲ //
ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۶۶۸	۲۲ //
عبدالرؤف صاحب	۶۷۰	۱۶ اپریل
محمد انور صاحب	۶۹۸	۳ //
رانا صاحب	۷۲۰	۳۰ //
محمود افضل صاحب	۷۲۴	۳ //

(نوٹ: منی آرڈر کے کوپن پر اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں) (باقی دارد)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ کے مضمون پر تبصرہ

(بقیہ صفحہ ۶)

اجرائے نبوت اور تکفیر اہل قبلہ ایسے باطل عقائد سے تائب ہو جائیں اور دونوں جماعتیں مل کر اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیں تو تنظیم جماعت کے سلسلہ میں نمبرداری اور کوتوالی کا عہدہ ان کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ مگر تبلیغ کی اصل روح اور تحریک احمدیہ کا صحیح مقصد سمجھنے والا صرف محمد علی ہی ہے۔ اس لئے جماعت کی روحانی امامت کا صرف وہی اہل ہے۔ وہ شہنشاہ اقلیم تصنیف بھی ہے اور صاحب رشد و ہدایت بھی۔" (صـ۹)

چیمہ صاحب! کیا آپ حلف مؤکد بعذاب اٹھا کر یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ آپ نے محولہ بالا موقعہ پر "اجرائے نبوت" یا "مسئلہ تکفیر" یا کسی اور اختلافی عقیدہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے موقف میں کسی تبدیلی کا ذکر تک بھی کیا تھا؟ اور پھر کیا آپ حلف مؤکد بعذاب اٹھا کر یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ آپ نے یہ الفاظ نہیں کہے تھے کہ:-

"خلافت کے اہل میاں صاحب ہی ہیں۔"

یا یہ کہ آپ نے "نمبرداری یا کوتوالی" کے حقارت آمیز الفاظ استعمال کئے تھے۔ پھر کیا آپ حلف مؤکد بعذاب اٹھا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے مولوی محمد علی صاحب کے بارے میں اس موقعہ پر یہ بھی کہا تھا

"کہ جماعت کی روحانی امامت کا صرف وہی اہل ہے یا یہ کہ تبلیغ کی اصل روح اور تحریک احمدیہ کا صحیح مقصد سمجھنے والا صرف محمد علی ہی ہے۔"

چیمہ صاحب! آپ کبھی بھی اپنی مندرجہ بالا تحریر کے مطابق حلف مؤکد بعذاب اٹھانے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آپ جھوٹ بول کر سچ کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حافظہ نباشد

میں نے لکھا تھا کہ چیمہ صاحب نے اپنے مضمون میں خلافت ثانیہ کو سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ ہوا ایک موقعہ پر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک مضمون چیمہ صاحب کو پڑھ کر سنایا تھا۔ جس میں حضور نے حلفاً بیان فرمایا تھا کہ میں حصول خلافت کا نہ خواہشمند ہوں اور نہ اس کے لئے کوئی سازش کر رہا ہوں۔ تو اس پر چیمہ صاحب آب دیدہ ہو گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ ایسا انسان سازشی نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں چیمہ صاحب لکھتے ہیں:-

"مجھے قطعاً یاد نہیں کہ میں نے کبھی ایسا مضمون سنا ہو۔"

بہرحال اس واقعہ سے نہ انکار ہے نہ اقرار۔

چیمہ صاحب! اچھا ہے کہ آپ کو یاد نہیں۔ آپ تو قرآن مجید جیسی نعمت کو حفظ کر کے بھلا چکے ہیں۔ یہ تو کوئی ایسی ضروری بات بھی نہ تھی کہ آپ اسے ضرور یاد رکھتے۔ سچ ہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل نہ ہو کیا یاد رہے!

جھوٹی روایت

اس کے بعد چیمہ صاحب نے ایک سرتاپا جھوٹی روایت میری طرف منسوب کی ہے۔ اس کے جواب میں میں یہ ارشاد خداوندی دہراتا ہوں

"قل اعوذ برب الناس
ملک الناس۔ الٰہ الناس
من شر الوسواس الخناس"

آپ کی یہ روایت از قبیل "چیمیات" ہے اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات آپ سے کہی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ آپ اپنے پہلے مضمون میں اسی طرح اسے اپنی سند میں پیش نہ کرتے جس طرح آپ نے بشیر احمد منٹو کے بارے میں مدیر الفضل کے قائم کردہ عنوان کی نسبت خاکسار کی رائے کو بطور سند پیش کیا تھا۔ یہ روایت اب آپ نے اپنی خفت چھپانے اور وسوسہ اندازی کرنے کے لئے میری طرف منسوب کی ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ادنیٰ ترین غلام ہوں اور حضور کی غلامی کو اپنے لئے باعث صد افتخار یقین کرتا ہوں۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید!

پریس کے اتحاد کی عظیم الشان مثال

(منقول از پیام تائید سرگودھا ۷ اپریل ۵۷ء)

سرگودھا۔ پچھلے دنوں ربوہ میں احمدیہ انٹرنیشنل پریس کے زیر اہتمام ایک شاندار محفل منعقد ہوئی۔ جس میں اضلاع سرگودھا۔ لائلپور اور جھنگ کے اخبار نویسوں نے شرکت کی۔ اس محفل میں پریس کے اتحاد۔ ترقی اور بقا کے متعلق غور کیا گیا۔ مختلف مقررین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا

عرفانی چغتائی صاحب نے ایک جامع تقریر میں اخبار نویسوں کی مشکلات پر روشنی ڈالی اور نیوز پیپرنٹ کی تقسیم کا لائحہ عمل تلاش کیا۔ جی۔ ایم رشید ایڈیٹر ڈیلی بزنس لائلپور نے پریس کے اتحاد پر مبارکباد پیش کی۔ اور دعا کی کہ یہ اتحاد قائم رہے۔

ارشد بھٹی نمائندہ اے پی پی سرگودھا نے تمام اخبار نویسوں سے اپیل کی کہ وہ ذاتی مناقشوں کو دور کر کے ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائیں

ملک عمر دراز خان ایڈیٹر پیغام تائید سرگودھا نے چھوٹے اخباروں کے تحفظ پر زور دیا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ رشید بھٹی نمائندہ اخبارات جھنگ نے نامہ نگاروں کی اصلاعی مشکلات پر روشنی ڈالی اور اخبار کے ایڈیٹروں سے اپیل کی کہ وہ اپنے نامہ نگاروں کو معقول معاوضہ دیں اور اگر کوئی نامہ نگار کسی طبقہ کے حملہ کا شکار ہو تو اس کی مدد کریں۔ آخر میں مولانا ابو العطاء جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ نے تمام اخبار نویسوں کا شکریہ ادا کیا۔ احمدیہ انٹرنیشنل پریس نے تمام مہمانوں کا شاندار استقبال کیا اور انہیں لنچ اور عصرانہ پیش کیا۔ ایک سب کمیٹی کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ جو اس علاقائی فیڈریشن کے آئین و ضوابط پر غور کرے گی اور اس کا آئندہ اجلاس لائلپور میں ہوگا یہ کمیٹی دوسرے اخبار نویسوں کو اس فیڈریشن میں شرکت کی دعوت دے گی۔ اخباری حلقوں نے پریس کے اس عظیم اتحاد کو مستحسن قرار دیا ہے۔ اور ان شرپسند لوگوں کی مذمت کی ہے جو اس اتحاد کی راہ میں حائل ہو رہے ہیں۔

محترمہ مغفورہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات

(بقیہ صفحہ اول)

سے کچھ مٹی بھی قبر میں ڈالی اور پھر قبر تیار ہونے پر دعا کرائی جس میں تمام حاضر احباب شریک ہوئے۔

مرحومہ کو نہایت قدیم صحابیات میں شمولیت کا شرف حاصل تھا اور موصیہ بھی تھیں سلسلہ کے ساتھ نہایت درجہ اخلاص رکھتی تھیں اور انہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے گہری محبت و عقیدت تھی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴